امریکی اخبارات: جاپان ٹوڈے کی نظر میں

جاپان ٹوڈے نے اس حوالے سے ایک تفصیلی تجزیہ نما مضمون شائع کیا ہے جس نے لوگوں میں خاصی ہلچل پیدا کی ہے۔ کیونکہ اس تجزیہ میں پہلی مرتبہ کھل کر اس حقیقت کا اظہار یا اعتراف کیا گیا ھے کہ امریکن اخبارات بس وہ لکھتے ھیں جو امریکی فوج چاھتی ھے. امریکی صحافیوں کو معلوم ھوتا ھے کہ فوج کی بریفنگ غلط ھے، لیکن وہ جانتے بوجھتے درست خبریں شائع کرنے کے بجائے سارا زور اور سازی ذہانت اس مسئلے پر صرف کرتے ہیں کہ جھوٹ صفائی سے کیسے بولا جائے۔ تجزیہ نگار ڈینی فلچر (Danny Fletcher) جو خود بھی ایک میڈیا نیٹ ورک کے مدیر منتظم ہیں لکھتے ہیں:

عراق کی حالیہ جنگ میں اخبارات کی جانب سے جھوٹ شائع کرنے کا نیا ریکارڈ قائم کر دیا گیا ہے، جس کو دیکھتے ہوئے بعض امریکی صحافی باقاعدہ بغاوت کرتے ہوئے خود فوج کے خلاف لکھنے پر اتر آئے ہیں۔ عراق کے خلاف امریکا کی حالیہ جنگ جس وقت شروع ہوئی تھی اس وقت یہ طے پا گیا تھا کہ امریکی اخبارات اس جنگ میں امریکا کے ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے اور اس کی اطلاع اخبارات کو باقاعدہ دی گئی تھی۔ بش انتظامیہ نے باقاعدہ میڈیا ہاؤسز کے مالکان سے کہا تھا کہ اس جنگ میں امریکا کی اخلاقی حیثیت بھت کمزور ھے اور اگر اخبارات نے فوج کی طاقتور حمایت نھیں کی تو بھت جلد فوج کا مورال گر جائے گا اور دنیا امریکا کی گردن پکڑ لے گی.

اس مسئلے کی نزاکت کو دیکھتے ھوئے امریکی اخبارات نے فیصلہ کیا تھا کہ عراق کی جنگ کے حوالے سے امریکا کی پوری پوری حمایت کی جائے گی.

اس کے بعد اخبارات نے واقعی امریکا کی پوری پوری حمایت کی اور اخبارات امریکی فوج کے ھر غلط اقدام کو ٹھیک ثابت کرنے کی فیکٹری بنے رھے. لیکن جس قدر ان کی حمایت بڑھتی گئی اسی قدر عوام میں امریکی اخبارات کی ساکھ گرتی چلی گئی۔

اس وقت امریکی اخبارات کا اعتبار اس قدر گر چکا ھے کہ لوگ ان کی رپورٹس کو بکواس اور بے بنیاد تصور کرنے لگے ھیں اور اخبارات کی اس گرتی ھوئی ساکھ کو دیکھ کر بعض صحافی اب فوج کے خلاف لکھنے کو ھی صحافت کی ساکھ بچانے کا واحد ذریعہ تصور کرنے لگے ھیں.

اس لیے اب امریکا میں صحافیوں کے کئی گروہ سامنے آ گئے ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو امریکی فوج کے اقدامات پر شکوک کو اظہار کرنے کو کافی سمجھتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو صاف صاف کہتے ہیں کہ عراق کے خلاف حالیہ اقدامات میں امریکی فوج نے اخبار نویسوں کو ایک حد سے آگے جانے سے روک دیا ہے۔ اس لیے ذرائع ابلاغیات کو نہیں معلوم کہ اصل میں کیا ہوا ہے۔ [Jas. 21 J. 2006]